السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رؤیت ہلال اگر ایک شہر میں ہو تو دیگر اہل امصار و بلاد کے لیے بھی اس کا اعتبار ہو گا یا خاص اسی اہل شہر کے لیے رؤیت معتبر ہو گی کہ جہاں رؤیت ہوئی بصورت اول شہادت بذریعہ تار برقی وخطوط واخبار قابل حجت ہوں گی یا نہیں اور اس حالت میں شہادت واجب التسلیم کس طرح ہونی چاہیے؟ دوسری صورت میں جس موضع میں رؤیت ہوئی باہر قرب و جوار کے اقصار وقری کے لیے بھی وہ رؤیت معتبر ہوسکے گی یا نہیں؟ اگر ہوسکے گی تو اس کے فاصلے کا کس قدر ہے؟ یعنی جس شہر میں چاند دیکھا گیا اس سے باہر کس قدر فاصلے تک اس رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

رؤیت حلال اگر ایک شہر میں ہو تو دیگر اہل امصار و بلاد کے لیے بھی اس رؤیت کا اعتبار ہو گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ[1] (متفق علیہ)

(ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چھوڑ دو)

نیل الاوطار (4/79)

"الامر الکائن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ما اخرجہ الشیخان وغیرہما بلفظ:

((لا تصوموا حتی تروا الہلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدد ثلاثین))

وہذا لا یختص باہل ناحیة علی جہة الانفراد بل ہو خطاب لکل من یصلح لہ من مسلمین فالاستدلال بہ علی لزوم رؤیة اہل بلد لغیرہم من اہل البلاد اظہر من استدلال بہ علی عدم اللزوم لانہ اذا راہ اہل بلد فقد راہ المسلمون فیلزم غیرہم لا لزمھم انتہی"

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم وہ ہے جسے بخاری و مسلم وغیرہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ "جب تک تم چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اسے دیکھ کر ہی روزہ رکھنا چھوڑو۔ پھر اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔" یہ حکم کسی خاص علاقے کے لوگوں کے لیے انفرادی طور پر مختص نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں میں سے ہر شخص کے لیے خطاب ہے جس کے لیے وہ مناسب حال ہے پس اس حدیث سے ایک ملک کے باسیوں کو چھوڑ کر کسی ایک ملک کے باشندوں کی رویت کے لزوم پر استدلال کرنا اس حدیث سے عدم لزوم پر استدلال کرنے کی نسبت زیادہ ظاہر ہے کیوں کہ جب اسے ایک ملک کے باشندے دیکھ لیں گے تو مسلمانوں نے بھی اسے دیکھ لیا تو ان پر بھی وہی کچھ لازم آئے گا جو دوسروں پر لازم ہے)

اس باب میں امور دینیہ میں تار برقی کی خبر یا شہادت کا قابل حجت ہونا شرعاً ثابت نہیں ہے اور خطوط اگر موثوق بہا ہوں۔ یعنی ان خطوط پر وثوق ہو کہ وہ ثقات کے لکھے ہوئے ہیں تو قابل حجت ہوں گے صحیح بخاری (4/194) چھاپہ مصر) میں ہے۔

نس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ، قِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لاَ يَقْرَءُونَ كِتَابًا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ") متفق علیہ ([2].

(انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم (کے بادشاہ) کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کو) بتایا کہ وہ (رومی بادشاہ وغیرہ) مہر زدہ خط ہی قبول کرتے اور پڑھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی (مہر) بنوائی گویا کہ میں اس کی چمک کو ابھی بھی) دیکھ رہا ہوں اس انگوٹھی پر یہ نقش تھا: "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم")

اس صفحہ میں ہے۔

"وقد کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اہل خیبر اما ان تدوا صاحبکم واما ان توذنوا بحرب" [3]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کو خط لکھا کہ یا تو اپنے ساتھی کی دیت ادا کرو۔ یا لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ)

اسی طرح اخبار سماعی اگر موثوق بہا ہوں۔ یعنی وہ ثقات کی خبریں ہوں تو قابل حجت ہیں کما حقق فی الاصول واللہ اعلم بالصواب۔

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (1810) صحیح مسلم رقم الحدیث (1081)

[2]۔۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (6743) صحیح مسلم رقم الحدیث (2092)

[3]۔ مصدر سابق۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصوم، صفحہ:381

محدث فتویٰ